احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲	ہفتہ ۱۶ - جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ، ۱۲ - فتح ۱۳۷۱ہش، ۱۲ - دسمبر ۱۹۹۲ء	نمبر ۲۸۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹ ـــ ہلاکت کی راہ

جھوٹ کا آغاز لغویات سے بھی ہوتا ہے۔ لیکن بڑھتے بڑھتے بعض جھوٹ اتنا بڑا شرک بن جاتے ہیں کہ ایک ہی جھوٹ انسان کی ساری زندگی کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ اگر بچپن سے اولاد کی تربیت نہ کی جائے اور اپنے ماحول کو بار بار جھوٹ کے خلاف متنبہ نہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ ساری سوسائٹی اتنی جھوٹی ہو جاتی ہے کہ ہر خطرہ کے مقام پر سوسائٹی کا تقریباً ہر فرد لازماً جھوٹے خدا یعنی جھوٹ کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آجکل دُنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ تم لوگ اچھی طرح سے نظر ڈال کر دیکھ لو شہروں اور بازاروں میں جا کر دیکھ لو۔ لاکھوں اور کروڑوں آدمی اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر محض دنیا کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ ایسے آدمی تھوڑے نکلیں گے جو دین کی غرض سے پھرتے ہوں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے تو یہی دعا سکھلائی تھی کہ (ـــ) یا الٰہی وہ راہ دکھا اور اسی راہ پر چلنے کی توفیق دے جس پر چلنے سے منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاویں۔

اصل مقصد انسان کا تو دین ہونا چاہیئے۔ اسی واسطے مَیں کہتا ہوں کہ جو لوگ یہاں دین کی خاطر آتے ہیں ان کو کچھ دن ضرور ٹھہرنا چاہیئے۔ شائد کوئی مفید کلمہ ان کے کانوں میں پڑ جاوے۔ بعض لوگوں کی کوششیں اور تدبیریں محض دنیا کمانے کی خاطر ہوتی ہیں۔ یہانتک کہ بڑی بڑی پنشنیں پا لیتے ہیں لیکن پھر بھی بس نہیں کرتے۔ اندر ہی اندر اس جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ کہ اب کوئی خطاب ہی مل جاوے لیکن جونہی یہ مال متاع چھوٹتا نظر آتا ہے اور موت سر پر آ جاتی ہے تب ہاتھ ملتے ہیں کہ او ہو یہی دنیا تھی جس کے لئے ہم مارے مارے پھرتے تھے۔ اور ہر وقت اسی کی فکر اور غم میں مبتلا رہتے تھے اور اس وقت سخت دُکھ اور پریشانی ہوتی ہے۔ اور اسی میں جان نکل جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صٓ۳۴۶)

درخواست دعا

برادر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں اور صاحب فراش۔ گو اب طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ لیکن تا حال کمزوری بہت ہے۔

دعا کی درخواست ہے۔

نسیم سیفی

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب تحریر فرماتے ہیں:

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ امۃ الرزاق صاحبہ زوجہ مبارک احمد صاحب کھاریاں حال جرمنی چند ماہ شدید بیماری میں مبتلا ہو کر مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۹۲ء کو صبح ساڑھے سات بجے بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ نوجوانی کی عمر میں یہ وفات عظیم صدمہ کا باعث ہے۔ آپ کے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکی عمر اور صحت میں برکت دے۔

احباب کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ہمارے خاندان پر جیسے یکے بعد دیگرے کئی ایسے جاں گسل صدمات سے واسطہ پڑا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور خیر و برکت کا وارث بنائے۔

نمایاں کامیابی

مکرم عبدالعزیز محمود صاحب ابن مکرم عبداللطیف صاحب بہاولپور نے گذشتہ سال ۱۹۹۱ء میں ایف ایس سی میڈیکل گروپ میں بہاولپور بورڈ میں تیسری اور اپنے کالج میں اوّل پوزیشن ... ۸۹۳/۱۱۰۰ نمبر لے کر حاصل کی۔

عزیز موصوف کو امسال ۲۴ نومبر

باقی صٓ پر

ہمیشہ احسن قول کی پیروی کرنی چاہیئے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالثؒ

"ہمارے ہر عضو پر اللہ تعالیٰ نے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں۔ اور زبان ایک بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ ہمارے ہر عمل کو پاک سے پاک تر بھی بنا سکتی ہے اور ہمارے ہر عمل کو بے ضائع بھی کر سکتی ہے مثلاً ایک شخص غرباء میں مال تقسیم کرتا ہے۔ لیکن بعد میں (احسان جتانے اور ایذا دہی) کا طریق اختیار کرتا ہے۔ کروڑوں روپوں کو اس طرح زبان کی ایک جنبش سے ضائع کر دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے وہ روپیہ دھتکارا جاتا اور اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتا۔

احترام ہے۔ اس کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے اور وہ جن کا احترام کرنا اور جن کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ نے (ایمان والوں) کے لئے فرض کیا ہے۔ ان کے حق میں احترام کے سوا کوئی اور بات منہ سے نکالنا فعلی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ باپ روحانی ہو یا جسمانی اس کے سامنے اُف نہیں کرنی۔ کیونکہ ربوبیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو شریک کیا ہے۔ ہر ماں باپ صفت ربوبیت میں سے کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور لیتے ہیں۔ خواہ وہ اچھے ماں باپ نہ بھی ثابت ہوں۔ جو اچھے ماں باپ ہوں وہ تو بہت سا حصّہ اس دنیا کی ربوبیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لیتے ہیں۔ اگرچہ انسان کی ربوبیت اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تو آپس میں مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بالکل واضح ہے۔ لیکن دنیوی نقطہ نگاہ سے ایک حد تک وہ ربوبیت میں سے حصّہ لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو روحانی ربوبیت کرنے والا یا جسمانی

باقی صٓ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲۔ فتح ۱۳۷۱ ہش   ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۲ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں:

۱۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے روشنی نہ ہو انسان کو یقین نہیں ملتا ۔ اس کی باتوں میں تناقص ہوگا۔

۲۔ تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے ۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے ۔ جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے ۔ جو وہ چاہے وہ کرے اپنی مرضی نہ کرے ۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔

۳۔ تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ مَیں نیک ہوں ۔ اس لئے کہ مَیں نے کسی کا مال نہیں لیا ۔ نقب زنی نہیں کی ۔ چوری نہیں کرتا ۔ بد نظری اور زنا نہیں کرتا ۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے ۔

۴۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے ۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا۔ اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں ۔

۵۔ انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں ۔ یا ابتلاء کی حالت میں اور یا انعام کی حالت میں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتہ نہیں مل سکتا ۔

۶۔ مذہب یہی ہے کہ انسان خوب غور کرے اور دیکھے اور عقل سے سوچے کہ وہ ہر آن خدا کا محتاج ہے ۔ اور اس کی طرف عجز سے انسان کی جان پر، مال پر، آبرو پر ، بڑے بڑے مصائب اور حملے ہوتے ہیں ۔ لیکن سوائے خدا کے اور کوئی نجات دینے والا نہیں ہوتا۔

۷۔ تعجب ہے کہ انسان اس دنیا میں راحت اور آرام طلب کرتا ہے حالانکہ اس میں بڑی بڑی تلخیاں ہیں ۔ خویش و اقارب کو ترک کرنا ، دوستوں کا جُدا ہونا ، ہر ایک محبوب سے کنارہ کشی کرنا۔ البتہ آرام کی صورت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دل لگایا جائے۔

۸۔ آخرت کی فکر کرو ۔ جو آخرت کی فکر کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔

چھاؤں چھاؤں چل کے جب ہم جلتی دھوپ میں آتے ہیں
شکرانے کے سارے جذبے کیوں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں

وہ تو ہم پر رحم و کرم کی چادر تان کے رکھتا ہے
اس کے ذکر و فکر سے ہم انجانے میں گھبراتے ہیں

لہریں پار لگانے والی اس کے در کی ہیں دربان
اس کے حکم سے دریاؤں میں طوفاں شور مچاتے ہیں

اس کے ہم ہوں اور وہ ہمارا پھر کیوں ہوگا کوئی خسارہ
اس دنیا کو تج کر جانے ہم کیا کیا اپناتے ہیں

ہم مانگیں تو وہ دے دیگا بے شک ہمکو ڈھیروں ڈھیر
پر جھولی ہے ایک ذرا سی ہم اس سے شرماتے ہیں

اسکی رہ میں دار و گیر کو کھیل سمجھتے ہیں ہم لوگ
دار و گیر سے جو ڈرتے ہیں وہ ہمکو دھمکاتے ہیں

ہم نے سوچ سمجھ کر منزل کی راہیں اپنائی ہیں
لوگ مگر بن سوچے رہ میں انگارے دہکاتے ہیں

آپ نسیمؔ بہت اچھے ہیں کوئی فکر نہ کوئی غم
ایک ذرا سی بات پہ ہم تو روتے اور رلاتے ہیں

نسیمؔ سیفی

کچھ لوگ اسی تاک میں رہتے ہیں ہمیشہ
گر جائے کوئی تو اُسے کچھ اور گرائیں
اللہ کا ہے شکر کہ ہم اس کے ہیں برعکس
یہ عزم ہے اپنا جو گرے اس کو اُٹھائیں

ـــ ابوالاقبال

بقیہ: صدا سے آگے

ربوبیت کرتے والا ہو اسے ایسی بات نہ کہو جو اُف میں شامل ہو۔ بلکہ احترام کرو۔ پھر (دینِ حق یہ کہتا ہے) کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو۔ یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے ۔ اگر کوئی شخص فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے ۔ وہ بیباک وار کرنے والی ہو تو (۔) نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں ۔

پس ہزاروں احکام ہیں جن کا زبان سے تعلق ہے جن میں سے بعض کے متعلق مَیں نے اپنے ان دو خطبوں میں آپ دوستوں کے سامنے کچھ بیان کیا ہے۔ لیکن جو کامل اور مکمل تعلیم ہمیں دی گئی ہے ۔ سب کو اپنے سامنے رکھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے ۔ اور بنیادی چیز یہ ہے کہ اگر خدا کا بندہ بننا ہو ۔ اس کے عباد میں شامل ہونا ہو تو احسن قول کی پیروی کرنا ضروری ہے ۔ اپنی طبیعت ایسی بنانی چاہیئے کہ احسن کے سوا کوئی بات منہ سے نہ نکلے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۹؍ اپریل ۱۹۶۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

پائی تو لنگ منزلِ تو دراز
ترسمت چوں رسی ازیں تگ و تاز

تیرا پیر لنگڑا اور منزل دُور ہے مجھے ڈر ہے کہ اس حالت میں تُو منزل پر کیونکر پہنچے گا۔

خود چنین است فطرتِ انساں
کہ چو بلید کہ مشکل است گراں

آدمی کی اپنی فطرت بھی یہی ہے کہ جب مشکل کو سخت دیکھتا ہے

اوّل از زور و تاب و طاقتِ خویش
می کند سعی و جہد بیش از بیش

تو پہلے اپنے ہی زور قوت اور طاقت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کرتا ہے

تا مگر کارِ بستہ بکشاید!
زیرِ بارِ سپاسِ کس ناید!

تاکہ رُکا ہُوا کام چل نکلے اور وہ کسی کا مرہون احسان نہ ہو۔

منزل تو انسان کی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور پاؤں کے لنگڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان نیکی کرنے میں دھیما رہے اور اللہ تعالیٰ کے وصال کے لئے جس کوشش اور جذبے سے زندگی کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے اس کی طرف توجہ نہ دے۔ نیکیوں کی تلقین کی یہ ایک بہت عمدہ مثال ہے منزل پر پہنچنے کے لئے انسان کو تیز تیز چلنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر جب منزل دُور بھی ہو۔ اگر پاؤں میں کوئی نقص ہو تو یقیناً انسان تیز بھی نہیں چل سکتا۔ اور دور دراز کی منزل تک پہنچنا اس کے لئے خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلے شعر میں حضور کی توجہ اس بات کی طرف ہے کہ انسان نیکیاں کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

دوسرے شعر میں حضور فرماتے ہیں کہ انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی مشکل کام آن پڑا ہے اور وہ کام ہے بھی بہت زیادہ مشکل تو بغیر سوچے سمجھے فوری طور پر بلا تاخیر اس کے لئے کوشش شروع کر دیتا ہے اور اس کوشش میں اس کے اپنے ہی زور قوت کا دخل ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کر کے وہ اس مشکل کو حل کر لینا چاہتا ہے۔ اگرچہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ انسان کو اپنی مشکل حل کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے لیکن یہ کہ اس مشکل کو وہ اپنے ہی زور قوت سے حل کرے یہ بات ناممکن ہے اور مناسب بھی نہیں ہے۔ سب سے پہلے اسے خدا تعالیٰ کا خیال آنا چاہیئے۔ اسے خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ اس کی مشکل کو حل کر دے اور اس دعا کے ساتھ ساتھ اسے خود بھی زور لگا کر اور کوشش کر کے مشکل کا حل تلاش کرنا چاہیئے مقصد یہ ہے کہ ابتدا دعا سے ہونی چاہیئے۔ آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا خیال آنا چاہیئے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اپنی کوشش بھی شروع کر دینی چاہیئے اور جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے وہ اپنی محنت اور زور و قوت سے اس مشکل کو حل کرے۔ وہ از خود حل کرنے کے لئے جب تیار ہو جاتا ہے تو اس کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کا زیر احسان نہ ہو۔ یہ بات بھی درست ہے۔ کسی کے زیر احسان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کے فضل اور جس کے رحم اور جس کے کرم کا ہر وقت امیدوار رہنا چاہیئے۔ اسی کے آگے اپنا سر جھکانا چاہیئے اور اسی سے ہر قسم کی مدد مانگنی چاہیئے۔ دوسرے لوگ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ مدد کر بھی سکیں تو یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے دل میں ہماری مدد کا جذبہ بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرمائے گا۔ پس اس میں تو کچھ شک نہیں کہ انسان اپنی مشکل حل کرنے کے لئے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرے۔ لیکن اس کوشش کو اوّلیت دینا مناسب نہیں۔ سب سے پہلے انسان کا خیال خدا کی طرف جانا چاہیئے۔ اسی سے مدد مانگنی چاہیئے۔ اور اسی سے مدد مانگتے ہوئے اپنی کوشش کو بروئے کار لانا چاہیئے۔

یہ ہے اصل طریق مشکلات کے حل کا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہماری توجہ ہمیشہ اسی کی طرف رہے۔ ہم اسی کے فضلوں کے امیدوار رہیں اور اسی کے فضلوں کیلئے دعا کرتے ہوئے اپنی کوشش کو بروئے کار لائیں۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

علمی مسائل

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کا حکم دینے سے کیا فائدہ؟ کیا وہ بندوں کی عبادت کا محتاج ہے۔ تعظیم اور تکریم سے تو نادان انسان خوش ہُوا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کو تو اس سے ارفع ہونا چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کا فائدہ یہ نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان بڑھتی ہے بلکہ عبادت کی غرض اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایسا اتصال پیدا کرنا کہ وہ خدا تعالیٰ کے نور کو اپنے اندر اخذ کر لے۔ اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صرف فکر انسان کے اندر وہ جذبہ نہیں پیدا کر سکتا جس سے وہ خدا تعالیٰ کی ذات میں اپنے آپ کو محو کرنے کی کوشش کرے۔ ایسا جذبہ تو محبتِ کامل سے ہی پیدا ہو سکتا ہے اور محبتِ کامل محسن ہستی کے احسانوں کے کامل انکشاف سے پیدا ہوتی ہے اور (عبادت) اس غرض کو پورا کرتی ہے۔ کیونکہ (عبادت) میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی شان کو سامنے لانے کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ اگر کہو کہ جو انسان خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنا چاہے گا وہ خود ہی اپنے لئے اس کا موقع نکال لے گا۔ اس کے لئے (۔) مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض قلتِ تدبر سے پیدا ہُوا ہے۔ انسانی طبیعت اس قسم کی ہے کہ اگر باقاعدگی سے اسے اس کے مقصد کی طرف توجہ نہ دلائی جائے تو وہ سستی کرنے لگتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے کمزور اور قوی سب کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے (۔) حکم دیا تاکہ کمزور قوی کے ساتھ مل کر ان مواقع کو پاتے رہیں جو ان کے دلوں کے اندر صفائی پیدا کریں۔ اور قوی ایمان والوں کے دلوں سے نکلنے والی مخفی تاثیرات کو اپنے اندر جذب کر کے صفائی قلب پیدا کر سکیں۔

حضرت امام جماعت الثانی نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۲ء میں فرمایا:

"نوجوانوں میں اس قسم کے وعظ کثرت سے کرائیں جن میں ذکرِ الٰہی کی اہمیت بیان کی گئی ہو اور انہیں بتایا جائے کہ جب تک وہ بیت الذکر میں بیٹھنے اور ذکرِ الٰہی کرنے کی عادت اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نشانات کا وہ مشاہدہ نہیں کر سکیں گے ... خالی خولی (عبادت) کر کے چلے جانا اور باقی وقت گپوں میں ضائع کر دینا بہت بری بات ہے اس سے دل سخت ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار قلب پر نازل نہیں ہوتے (سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے) کسی پر احسان کر کے خدا تعالیٰ کوئی نور نازل کر دے تو اور بات ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کے افسروں کو چاہیئے کہ وہ خصوصیت سے مختلف بیوت الذکر اور مختلف حلقوں میں اس قسم کے وعظ کرائیں تاکہ نوجوانوں کے دلوں میں عبادت اور ذکرِ الٰہی کا شوق پیدا ہو۔ اب تک خدام الاحمدیہ کی طرف سے اس قسم کی بہت کم کوشش کی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اوّل تو نوجوان بیت الذکر میں کم آتے ہیں اور جو آتے ہیں وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ امام کب آتا ہے تاکہ وہ اسی وقت بیت الذکر میں آئیں جب امام آئے۔ اس سے پہلے انہیں بیت الذکر میں آکر بیٹھنا نہ پڑے گویا بیت الذکر ان کے نزدیک ایسی ہی چیز ہوتی ہے جیسے انگاروں پر چلنا۔ جس طرح انگاروں پر چلنے والا جلدی جلدی چلتا ہے کہ کہیں میرے پیر نہ جل جائیں اسی طرح وہ بھی چاہتے ہیں کہ بیت الذکر میں تھوڑے سے تھوڑا عرصہ ٹھہریں اور جلد سے جلد چلے جائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ بیت الذکر میں خاموشی سے بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ دو دو مل کر باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون سین

صدر مملکت کے خیالات

پاکستان آرڈیننس فیکٹری میں غیر رسمی طور پر رپورٹروں سے گفتگو کرتے ہوئے صدر غلام اسحٰق خان نے سوموار کے روز کہا کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اسمبلیاں کن حالات میں قائم رکھی جا سکتی ہیں اور کن حالات میں توڑی جا سکتی ہیں۔ اگر کبھی حالات نے یہ تقاضا کیا کہ اسمبلیاں توڑی جائیں تو وہ یقیناً دستور کے مطابق اپنا فرض ادا کریں گے۔ صدر غلام اسحٰق خان بارھویں انٹرنیشنل سیمینار جو دفاعی سائنس اور ٹیکنالوجی برائے سال ۲۰۰۰ء منعقد کی گئی تھی۔ اس کے افتتاحی اجلاس کے آخیر پر خطاب کر رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اسمبلیوں کا اس وقت توڑ دینا ان کا فرض نہیں ہے۔ جب سیاسی حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں جہاں اب ہیں۔ ان سے یہ بھی پوچھا گیا کہ وہ حکومت اور حزب مخالف کے درمیان گفت و شنید کے لئے کوئی قدم اٹھائیں گے اور اگر اٹھائیں گے تو وہ کیا ہوگا۔ خاص طور پر جب کہ وزارتی سطح پر ان سے کئی دفعہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔ صدر صاحب نے کہا کہ میں پہلے ہی یہ بتا چکا ہوں کہ اسمبلیوں کے سلسلے میں میں کیا کردار ادا کر سکتا ہوں۔ خاص طور پر ایسے حالات میں جبکہ دونوں پارٹیوں کا آپس میں کوئی رابطہ نہ ہو اور خاص طور پر ان حالات میں بھی جبکہ دونوں کے لئے ایک ضابطہ اخلاق موجود نہ ہو۔ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتیں۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک آپس میں رابطے کا تعلق ہے یہ کہنا مناسب ہے کہ آپس کے سیاسی تعلقات گفت و شنید سے درست کئے جانے چاہئیں۔ لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ تہ دل سے یہ چاہتی ہوں کہ بنیادی مسائل حل کئے جائیں۔ آپ نے مزید کہا کہ بہترین جگہ جہاں مسائل حل کئے جا سکتے ہیں وہ اسمبلی ہے۔ وہاں پر حقوق و فرائض کی بحث کی جا سکتی ہے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر سے نہ صرف واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے بلکہ اس کے سمجھنے کے مواقع بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب ان سے حزب اختلاف کے لانگ مارچ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جمہوری ملکوں میں دنیا بھر میں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن حکومتیں بدلنے کا ایک خاص عمل ہے جسے اختیار کرنا چاہئے۔ آپ نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر تبدیلی اسمبلی کے اندر رونما ہونی چاہیئے۔ جب ان سے یہ کہا گیا کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے دارالحکومتوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ موجودہ پاکستان کی حکومت نے اب حزب اختلاف کے لانگ مارچ کے وقت ضرورت سے زیادہ سختی کی ہے تو صدر صاحب نے کہا کہ جہاں تک امن و امان کا تعلق ہے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت کرے۔ البتہ ایسا کرنے کے لئے حالات پر پوری طرح غور ہونا چاہیئے۔ البتہ صدر صاحب نے کہا کہ ۱۸ نومبر کو لوگوں کے مال و جان کی حفاظت کے لئے جو کچھ حکومت نے کیا وہ ان کے خیال میں درست تھا۔

بوسنیا کیلئے غذائی امداد

بوسنیا کے سربوں نے تین دن تک اقوام متحدہ کے وہ ٹرک جن میں بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے ضروریات زندگی لدی ہوئی تھیں روکے رکھے۔ لیکن ٹرک بالآخر اس بات میں کامیاب ہو گئے کہ سرگرے نیکا (SREGRENICA) کے مسلمانوں کے شہر میں پہنچ جائیں۔ اس شہر کا مخالفین نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور یہاں کے لوگ انتہائی پریشانی اور تکلیف میں دن گزار رہے تھے۔ سرگرے نیکا میں داخل ہو کر یہاں کے باشندوں کو ان ٹرکوں پر سے اشیائے خورد و نوش اور دیگر سامان ہائی کمشنر برائے مہاجرین نے تقسیم کیا۔ یہ بات بلغراد میں بتائی گئی ہے۔ کمشنر برائے مہاجرین نے یہ بھی کہا کہ جہاں تک مجھے علم ہے۔ اگرچہ یہ ٹرک روکے تو گئے تھے لیکن اس کے علاوہ انہیں کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ جو اخباری نمائندے اس کانوائے کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ شہر کی گلیوں میں باہر نکل کر ہی لوگوں نے ان ٹرکوں کا استقبال کیا۔ یہ لوگ وہاں جنگ و جدال کی وجہ سے اپریل سے لے کر اب تک باقی دنیا سے کٹے ہوئے تھے۔ اقوام متحدہ کا یہ تیسرا قافلہ ہے جو سرگرے نیکا میں پہنچا ہے۔ بوسنیا کی سرب عورتوں اور بچوں نے ان ٹرکوں کو راستے میں روک لیا تھا۔ باوجود اس کے کہ بوسنیا کے سربوں کی فوج نے یہ وعدہ کیا تھا کہ انہیں بغیر کسی رکاوٹ کے منزل مقصود تک پہنچنے دیا جائے گا۔ بہرحال خدا کا شکر ہے کہ بوسنیا کے اس شہر کے مسلمانوں کو ایک لمبے عرصے کے بعد بیرونی دنیا سے رابطہ پیدا کرنے کا موقع ملا۔ اور انہیں ضروریات زندگی میسر آگئیں۔

تعلیمی انحطاط - کیوں؟

ڈان کے ۲۷۔ نومبر ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں شائع شدہ ایک خط

غلام کبریا۔ کراچی کہتے ہیں: تعلیم کے متعلق آج کل بہت تشویش پائی جاتی ہے اور یہ بات ہے بھی درست بہت اچھے اچھے تعلیم یافتہ پروفیسر اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور وہ ایک لمبے عرصے سے ایسا کر رہے ہیں لیکن اس کا کوئی حل ایسا نہیں جو جلدی سے تلاش کیا جا سکے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ دو بنیادی باتیں نظر انداز کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ پاکستان میں اور تقسیم برصغیر سے پہلے تعلیم اس لئے حاصل کی جاتی تھی کہ نوکری تلاش کی جا سکے۔ لوگ اس لئے تعلیم حاصل نہیں کرتے تھے کہ وہ لکھے پڑھے ہو جائیں۔ یا یہ کہ خاص طور پر سکالر بن جائیں۔ برصغیر کے مسلمانوں نے ایک لمبے عرصے سے اس حدیث کو بھلایا ہوا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ چین سے علم حاصل کریں اور علم خاص طور پر نوکری کے لئے نہیں بلکہ سکالر بننے کے لئے ہو۔ پاکستان میں ایک ان پڑھ امیر آدمی کی تو خاصی قدر و منزلت ہے لیکن تعلیم یافتہ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوتا۔ ایک اچھا طالب علم جو یہ چاہے کہ تدریس کا پیشہ اختیار کرے اس پر لوگوں کو رحم آنے لگتا ہے کہ یہ بیچارہ ڈپٹی کمشنری کی طرف کیوں نہیں گیا۔ جب تک سوسائٹی سکالرز کی قدر و منزلت نہیں کرے گی جیسا کہ مغرب میں کیا جاتا ہے۔ یا گذشتہ چودھویں صدی سے پہلے اسلامی دنیا میں کیا جاتا تھا تعلیم کسی طرح بھی قدر کی نظر سے نہیں دیکھی جائے گی۔ اگر تعلیم یافتہ کے لئے کوئی قدر و منزلت نہیں ہے تو خاصے ذہین لوگ سول سروس کی طرف تو جائیں گے لیکن تدریس کے پیشے کی طرف آنا پسند نہیں کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظام تعلیم میں اس وقت تک کوئی اصلاح ہمارے کام نہیں آسکتی جب تک کہ تعلیم اور سکالر شپ کو باقاعدہ عزت نہیں دی جاتی۔

دوسری بات اور وہ نظام تعلیم سے بھی زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ تعلیم کا معیار اساتذہ پر منحصر ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ جو تدریس کا پیشہ اختیار کرتے ہیں وہ ایسا اس لئے کر لیتے ہیں کہ وہ بہتر نوکری حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر آپ ہی بتلائیے کہ وہ بہتر طریق پر کس طرح پڑھا سکیں گے۔ تدریس دراصل ایک پیشہ نہیں یہ تو محبت اور دل کی لگن کے ساتھ کئے جانے والا ایک کام ہے۔ اس میں تو خاص طور پر

اعلیٰ تعلیم کے حصول کے سلسلہ میں جہاں ایک گھنٹہ تعلیم دینے کے لئے انسان کو گھنٹوں لائبریری میں مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔ اگر استاد اپنے ان نوٹوں کو سامنے رکھ کر لکھواتا چلا جائے جو اس نے اپنی تعلیم کے زمانے میں تیار کئے تھے تو یقیناً طلباء کو کلاس میں دلچسپی پیدا نہ ہو سکے گی۔ اچھے استاد کی کلاس میں طلباء بھی شریک ہونا چاہتے ہیں۔ اور سارا وقت پوری توجہ سے پڑھتے ہیں۔ میں بھی کبھی ایک طالب علم تھا اور ۱۹۴۵ء کے بعد ایک استاد بھی رہا۔ میں نے یونیورسٹی میں پڑھایا ہے۔ جو کچھ میں نے ماسبق سطور میں کہا ہے وہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ جب میرے استاد نے اپنا لیکچر تیار نہیں کیا ہوا ہوتا تھا مجھے اس بات کا علم ہو جاتا تھا اور اس کے لیکچر میں میری دلچسپی ختم ہو جاتی تھی، اور جب بطور استاد میں تیاری نہیں کرتا تھا تو میری کلاس کے طلباء دلچسپی کھو بیٹھتے تھے۔

الغرض جب تک بہت ذہین طلباء جو سکالر بننے سے دلچسپی رکھتے ہوں اور سکالرشپ سے محبت کرتے ہوں استاد نہیں بنتے کچھ بھی نہیں ہو سکے گا سوائے اس کے کہ تعلیم کے معیار میں مزید ۔ اور سرعت کے ساتھ ۔ گراوٹ آتی چلی جائے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ذہین طلباء اس وقت تک اس طرف نہیں آئیں گے جب تک کہ وفاقی حکومت کے سیکرٹریوں اور بڑی بڑی فرموں کے ڈائریکٹروں سے ان کی زیادہ عزت نہ کی جائے۔ تعلیم پر آپ کتنا ہی روپیہ خرچ کر لیں اس میں بہتری نہیں آسکتی اور نہ ہی طریقہ تعلیم سمسٹر یا سالانہ امتحانات ۔ کوئی تبدیلی لا سکتا ہے۔

اگر برطانیہ کا انتہائی پرانا طریقہ تعلیم کامیابی سے چل سکتا ہے تو پاکستان کا طریق تعلیم کیوں نہیں چل سکتا۔ کہا جا سکتا ہے کہ طریق تعلیم کی بہتری کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک کہ پاکستان میں تعلیم سے مناسبت رکھنے والی ثقافت رائج نہیں ہو جاتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

جناب عبدالعزیز خالد صاحب بیان کرتے ہیں:

دلم چو رنگِ زلیخا شکستہ در خلوت
غمم چو تہمتِ یوسف دویدہ در بازار

پچھلے دنوں "روزنامہ پاکستان" میں عنوان بالا کے تحت اظہارِ خیال کے دوران محترم اصغر علی گھرال کا جو مثبت کردار سامنے آیا اس نے ایک خوشگوار حیرت اور مسرت کا احساس بخشا۔ اس لئے کہ روشن فکری، کشادہ قلبی اور معتدل مزاجی کے خواص اس خطۂ ارض سے جس میں وطنِ عزیز واقع ہے۔ بڑی تیزی سے رختِ سفر باندھے ہجرت کرتے نظر آتے ہیں۔ مودت و مفاہمت، مروت و مصالحت کے سرسبز پیڑوں کی جڑوں کو دیمک چاٹ رہی ہے۔ اور عصائے سلیمانی کی طرح جانے کب وہ اچانک زمین بوس ہو جائیں۔

ہم ابنِ آدم کی مرئی و غیر مرئی زنجیروں کو کاٹنے کی بجائے انہیں اور کس رہے ہیں۔ کیا مشیت و ماحول کی پہلے سے عائد کردہ پابندیاں کم ہیں کہ ہم ان میں آئے دن اور اضافہ کرنے کی تدبیر کرتے رہتے ہیں اور اس ناتواں مشتِ خاک کا بساطِ گیتی پر چند روزہ جینا بھی دوبھر کر رہے ہیں شاید اس لئے کہ

اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

فاروق اعظمؓ نے کہا تھا۔

تم نے ابنائے آدم کو کب سے غلام بنالیا ہے، جب کہ وہ شکمِ مادر سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

فرانسیسی مفکر روسو نے بھی اپنے "عمرانی معاہدے" کا آغاز ایسے ہی قول سے کیا ہے۔

جبر و اکراہ کے عالم میں انسان کوئی نیکی کرے تو اس کی جزا کا مستحق نہیں، کوئی بدی کرے تو اس کی سزا کا مستوجب نہیں۔ عمل وہی نافع و صالح یا خاسر و طالح ہوتا ہے جو آزادانہ برضاء و رغبت بغیر کسی دباؤ، ڈر اور مجبوری کے کیا جائے۔ مگر ہمیں آزادی سے خوف آتا ہے کیونکہ آزادی انتہائی ذمہ داری کا تقاضا کرتی ہے۔

ضبط و نظم اس کی پہلی بے لچک اور کڑی شرط ہے، جسے قبول کرنے سے ہماری لاابالی، غیر منضبط بہانہ جو طبیعتیں ہمیشہ چوں چرا ہمیشہ آناکانی کرتی ہیں۔

اگر میرا ایمان اپنے عقائد پر راسخ ہے مجھے اپنی سوچ پر اعتماد ہے۔ میں نے جو لائحہ عمل اور منہاجِ فکر اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ اس پر مجھے حق الیقین ہے تو مجھے دوسروں سے خواہ مخواہ الجھنے کی، اپنا خون کھولانے کی، اپنی بار کھوٹی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ اپنے آخری فرستادے سے (شان ہے عیاں جس کی لانبی بعدی سے) کہتا ہے کہ ہم نے تجھ پر جو وحی اتاری ہے۔ جس پیغام کا تجھے واسطہ بنایا ہے۔ تو اسے حسنِ تکلم سے ابلاغ و بلاغ کے تقاضوں کے مطابق بے کم و کاست دوسروں تک پہنچا دے انہیں زبردستی قائل و معقول کرنا تیرا کام نہیں۔ کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دل میری تحویل میں، میری انگلیوں میں ہیں۔ اگر وہ لوگ تیری باتوں پر کان نہیں دھرتے تو تجھے ملول اور آزردہ نہیں ہونا چاہیئے کہ تو اس کا مکلف نہیں تو ان کا رکھوالا ان کا چرواہا نہیں اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے تو بس ان سے خندہ پیشانی اور صلح جوئی سے کہہ دے کہ تمہارا دین تمہیں مبارک ہو مجھے میرا...

یہ ہے "جیو اور جینے دو" کا فلسفہ....

یہ ہے بقائے باہمی کا شیوہ۔

النبی الخاتمؐ نے (ظلمتِ رہ گزرِ ہستی میں زندگی جس کی چراغِ تاباں) اسلام کو اپنے مکارمِ اخلاق سے پھیلایا ہے۔ اپنی حلیم و کریم شخصیت سے کافر دلوں کو رام کیا ہے۔ اپنے ملائم و مشفق لمس سے سنگِ خارا کو موم کیا ہے۔ قرآن بھی انہیں یہی جتاتا ہے کہ یہ ہماری رحمت و مرحمت ہے کہ ہم نے تجھے نرم دل، نرم خو، نرم زبان بنایا ہے۔ اگر تجھ میں سختی و درشتی ہوتی، تیری باتوں میں رس نہ ہوتا، تیری آنکھوں میں موہنی نہ ہوتی، تو یہ لوگ کبھی تیرے پاس نہ پھٹکتے۔ کبھی تیری بات پر کان نہ دھرتے ... قرآنِ حکیم کا صریح حکم ہے۔

ترجمہ۔ اے مومنو! اکثر گمانوں سے بچو۔ بعضے گمان تو ہیں گنہ بے شک ... اور آپ میں تجسس مت کرو۔

(کرو کنج کاوی نہ لو ایک دوجے کی ٹوہ)

یعنی حکم انفعالات و مشاعر پر نہیں، بلکہ احوال و افعال پر لگاؤ۔

... حدیث النفس کے حساب کتاب کو خدا پر چھوڑ دو۔

مزید فرمایا

تمہیں جو سلام علیکم کہے مت کہو اس سے تو اہلِ ایمان نہیں۔

مگر اس کے برعکس ہمارا وطیرہ کیا ہے کہ جو بھی ہم سے شعائر و عقائد میں خفیف سا بھی اختلاف کرے، ہم فوراً بلا تامل کفر و الحاد کا فتویٰ لگا کر اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔

معلوم نہیں ہمیں اس کا پروانہ کس نے دیا؟
یہ تیغ اپنے ہی خوں میں نیام ہوتی ہے کیوں؟

مہذب معاشرہ افہام و تفہیم کا، دارو مدار کا، تحمل و درگزر کا مطالبہ کرتا ہے۔ دوسروں کو کافر و ملحد کہنے کی جسارت وہی کر سکتا ہے جسے اپنے مومن و متقی ہونے کا حتمی یقین کسی غیبی طاقت نے دلایا ہو۔ مگر ہمارے مذہبی اجارہ دار کس بے خوفی سے "وادیٔ خضر" میں سرپٹ چلے جاتے ہیں۔ انہیں اپنے راہ راست پر ہونے کا اس قدر غرہ ہے کہ وہ اپنے سے کسی سہو و لغزش کے صدور کا کسی خطا کے ارتکاب کا امکان ہی نہیں سمجھتے۔ خود بینی و خود رائی کے پیکر اذیت کوشی ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔ انہیں کوئی بتانے والا نہیں کہ

دم شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را

کہنے والے نے ٹھیک کہا ہے۔

شریعت ابن مریم کی ہو یا ختم الرسل کی ہو
شہ و ملا کی باندی ہو تو حاصل فتنہ انگیزی

اسی خطرے کو بھانپتے ہوئے بانی پاکستان نے دو ٹوک اعلان کیا تھا۔

PAKISTAN WILL BE A
MODERN MUSLIM STATE
NOT A THEOCRACY

پاکستان ایک جدید مسلم مملکت ہو گی۔ ملائیت نہیں۔

احمدیوں کو تو ہم نے آئینی کافر قرار دے رکھا ہے، مگر باقی مسلمان جو غیر احمدی، محمدی ہیں، کیا باہم متفق العقیدہ ہیں؟ کیا وہ اپنے فرقے کے علاوہ کسی اور کو صراطِ مستقیم پر سمجھتے ہیں؟ متشدد اہل تسنن اور غالی اہل تشیع برملا۔ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں (ایک لطیفہ یا واقعہ اکثر زبانوں پہ ہے کہ ایک پاکستانی تہران میں ٹیکسی میں سوار ہوا تو ڈرائیور نے پوچھا۔ آغا شما سنی ہستید یا مسلمان؟)

اور ان میں اندر خانے جو فرقے اور تفرقے ہیں وہ کیا ایک دوسرے کو ضال و مضل نہیں گردانتے ایک دوسرے کو رات دن جہنم کی وعید نہیں سناتے؟

یہ روش ہمیں آخر کہاں لے جائے گی
مصروف ہیں مشقت علا الیطاق میں
خیر کوشی کی رہ و رسم کو ہم بھول گئے
افسوس! صد افسوس!
قومے بہ ہلاکِ خویشتن مشغول اند

آپ اوروں کو بے شک مسلمان نہ مانیں مگر ان کے لاینفک بنیادی شہری حقوق کو کیسے سلب اور غصب کر سکتے ہیں؟ انہیں اپنے ہی وطن میں اجنبی کیسے بنا سکتے ہیں؟ ان پر معاش و معیشت کے اظہار و گویائی کے دروازے کیسے بند کر سکتے ہیں؟

ہمارے ہاں پہلے ہی بے اثر اور لایعنی قانونوں کی بھرمار ہے۔ قوانین کی بہتات ایک لحاظ سے متعلقہ حکومتوں کی کمزوری اور نااہلی کی علامت ہوتی ہے کہ قانون پر قانون وضع کئے جارہے ہیں مگر ان پر عمل در آمد کا نہ عزم نہ سر و سامان، نہ کوئی سنجیدہ اقدام اس پر ہم "گستاخِ رسول" اور "گستاخِ صحابہ" کے شوشوں کا ڈول ڈال رہے ہیں۔ کیا یہ مبہم، غیر مشخص، لچکیلے قانون آپسی دشمنیاں چکانے میں استعمال نہیں ہوں گے؟ کیا یہ اقلیتوں کے سروں پر لٹکتی تلوار بن کر انہیں ہر دم ہراساں نہیں کریں گے؟ کیا بغض و حسد سے کسی کو بھی یونہی فی سبیل اللہ متہم کر کے تختۂ دار پر نہیں کھینچا جا سکے گا؟ یونہی زندہ دیواروں میں نہیں چنوا دیا جائے گا؟ کیا اس "بابرکت" ملک میں جھوٹے مدعیوں اور جھوٹے گواہوں کی کوئی کمی ہے؟ اور پھر ان کا اطلاق و نفاذ۔ ان کے مبینہ ارتکاب کی تحقیق و تفتیش ہماری یہی پولیس کرے گی جس کی بے کرداری، بدعنوانی اندھا دھند اور فرعونیت کی لرزہ خیز خبروں سے روز اخبار بھرے ہوتے ہیں جو خود سب سے بڑی قانون شکن ہے۔ ردِ عمل کے طور پر اگر عیسائی دنیا اپنے ہاں "گستاخِ مسیح" اور "گستاخِ مریم" کے قانون رائج کر دے تو ان میں ٹھاٹھ باٹ سے رہنے والے مسلمانوں کا کیا ہو گا؟ کبھی ہم نے اس پر غور کیا ہے؟ اور یہی متجاوز اگر ہندوستان کی اکثریت اپنا لے، دیوی دیوتاؤں کی نندا اور اوتاروں کا انادر کرنے والوں کے سر قلم کرنا شروع کر دے (جو وہ پہلے ہی کسی حد تک اپنے سیکولر آئین کے باوجود کر رہی ہے) تو وہاں کے پندرہ بیس کروڑ مسلمانوں کا کیا حشر ہو گا؟ کیا ہم انہیں کوئی تحفظ فراہم کر سکیں گے؟ انہیں راکھشسوں کے چنگل سے چھڑا سکیں گے؟ بے یار و مددگار بوسنیا کی مثال سامنے ہے۔ ہم تو وہ بڑبولے اور تھڑدلے ہیں کہ تھوڑے سے بدقسمت بہاریوں کو بھی اپنے ہاں نہیں بلا سکے۔

ہمیں شپرہ چشمی کا یہ رویہ فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی!
ایں راہ کہ می روی بہ ترکستان است

اور پھر اسی پر اکتفا نہیں... ہم شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھانے والے ہیں۔ اس اضافے کے بغیر کون سے کام بند ہیں اور اس کے آجانے سے کیا حاصل ہو گا؟ اس اضافے کے لئے پارلیمان سے بھی رجوع نہیں کیا گیا، بلکہ چند ناشناس لوگوں نے بند کمرے میں بیٹھ کر قوم پر ایک نادر شاہی فیصلہ مسلط کر دیا۔ جب وزیر باتدبیر سے جان کی امان مانگتے ہوئے پوچھا گیا کہ اس عجلت کی کیا ضرورت تھی اور متاثرہ لوگوں یعنی اقلیتوں کو شریکِ مشورت و مذاکرات کیوں نہیں کیا گیا تو بڑے طنطنے اور تعلّی سے فرمایا "کہ یہ اسلامی ملک ہے اور اکثریت جو چاہے کر سکتی ہے۔ اقلیتوں کو ان کے سامنے دم مارنے کی کیا مجال۔ انہیں ہماری شرائط کے مطابق رہنا ہو گا۔ نہیں منظور تو ترک وطن کر جائیں"... کہاں؟ ملائکۃ الموت کا اپنے "مستضعفین فی الارض" ہونے کا عذر پیش کرنے والے عالم بالا کو سدھارتے لوگوں سے یہ استفسار۔

کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی۔
کہ تم اس میں کہیں نکل جاتے

اس زمانے کے لئے تھا۔ جب زمین واقعی وسیع تھی۔ اس میں سمائی تھی۔ جب دنیا میں آبادی خال خال تھی اور نقل مکانی پر کوئی پابندی نہ تھی۔

مگر اب تو آدمی پر آدمی چڑھا ہوا ہے، کوئی ملک کسی غیر ملکی کو برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ ہر جگہ "فرزندِ زمین" کا خون آشام نعرہ گونج رہا ہے۔ اب تو یہ کیفیت ہے کہ

زمین ان پر اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی۔

ہم یہ بات بھول جاتے ہیں کہ تقسیم ملک کے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُردو (ہندوستانی) مثلیں

ماہنامہ نگار پاکستان میں جس کے مدیر شہیر محترم ڈاکٹر فرمان فتحپوری صاحب ہیں کے اکتوبر ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں مختلف ممالک کی ضرب الامثال شائع کی گئی ہیں۔ ہم ذیل میں اردو کی ضرب الامثال درج کرتے ہیں۔ امید ہے ہمارے قارئین اس سے محظوظ ہونگے۔

ادارہ

○ دمڑی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی۔
○ آ بیل مجھے بھگوس نہیں تو میں تجھے بھگوسوں۔
○ اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔
○ دھن کا دھن گیا اور میت کی گئی میت۔
○ پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو۔
○ ماپر پوت پتا پر گھوڑا۔ بہت نہیں پر تھوڑا تھوڑا۔
○ اپنا پیسہ کھوٹا تو پرکھنے والے کا کیا دوس۔
○ آگ لگی پر بلی کا موت ڈھونڈتا۔
○ خدا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کے دیتا ہے۔
○ عرض کا باولا اپنی گاوے۔
○ بہتے دریا میں ہاتھ دھولے۔
○ سات پانچ کی لکڑی ایک جنے کا بوجھ۔
○ گڑ کہے منہ میٹھا نہیں ہوتا۔
○ گدھا پیٹے گھوڑا نہیں ہوتا ہے۔
○ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے۔
○ قسمت سات تالوں میں آتی ہے۔
○ آدھا تیتر آدھا بٹیر۔
○ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔
○ گھر کا جوگی جوگنا اور آن گاؤں کا سدھ۔
○ کھیتی خصم سیتی۔
○ آگے ناتھ نہ پیچھے پگا سب سے بھلا کمہار کا گدھا۔
○ سیوا کرے سو میوہ پاوے۔
○ جہاں گڑھا ہوگا وہاں پانی مرے گا۔
○ دیکھیں کس بل اونٹ بیٹھے۔
○ اللہ سوے کوئی بچے لیوے کوئی۔
○ طویلہ کی بلا بندر کے سر۔
○ ہزار لاٹھی ٹوٹی ہو گھر بار کے باسن توڑنے کو بس ہے۔
○ لنگڑے نے چور پکڑا دوڑیو میاں اندھے
○ ایک گندی مچھلی سارا جل گندہ کرتی ہے
○ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
○ برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔
○ وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اُڑایا کرتے تھے۔
○ بھینس کے آگے بین باجے بھینس کھڑی بھگرائے۔
○ مرے کو مارے شاہ مدار۔
○ مشعلچی آپ ہی اندھا۔
○ آنکھوں دیکھا بھٹ پڑا کہ میں کانوں سنا۔

(نگار پاکستان ماہ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

بقیہ: ص۵ سے آگے۔

وقت انتقالِ آبادی تو محض حالات کے پلٹنے کا نتیجہ تھی وگرنہ ہندو اور سکھ بھی برابر یہاں آباد ہوتے۔ اس وقت ہماری یہ مطلق العنانی کہاں جاتی ہے؟

ہم وہ تہی دستانِ قسمت ہیں جنہیں
آرزوئے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا۔

(روزنامہ پاکستان لاہور (اداراتی ص) ۱۴ نومبر ۹۲ء)

بجائے اس کے کہ ہماری صلاحیتیں معاشرے کی فلاح و اصلاح کے لئے صرف ہوں، ہم ان سے انتشار کو ہوا دینے اور استبداد کی راہ ہموار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ کارپردازانِ حکومت کا یہ رویّہ لامسئولیت کی انتہا ہے۔ اقلیتیں گویا ہماری ان بے زبان برجوگ کنیاؤں کی طرح ہیں جن کے باپ ان سے پوچھے بغیر ان کی رضا لئے بغیر (جس کے بغیر رسمی ایجاب و قبول یکسر بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور شادی بھی نکاح زوجین نہیں بلکہ ایک طرح کا سیتا ہرن یا راکھشس بیاہ بن کر رہ جاتی ہے) ان کو ڈولی یا کار میں بٹھا کر جس کے گھر چاہیں جا اتاریں۔ وہ خشک آنسوؤں سے اپنی بپتا اپنی درشنا زبانِ حال سے یوں کہتی ہیں۔

ہم تو رے بابل کھونٹے کی گیاں
جدھر ہانک دے ہنک جائیں رے

اور بے بس کیا کہیں؟ قصاص خون تمنا کریں۔ طلب بھی تو کس سے؟

ہر شخص کے کچھ خواب ہوتے ہیں۔

اے عشق ازل گیر و ابد تاب
میرے بھی ہیں کچھ خواب!

خوابوں سے محروم ہو کر آدمی کیسے جی سکتا ہے؟ خواب ہی شرارِ آرزو ہیں۔ خواب ہی ذوقِ جستجو ہیں۔

خواب ہی رمِ زندگی۔ خواب ہی دم زندگی ہیں۔ مگر ہم بے بصیرت، بے توفیق کس رعونت، کس بے دردی سے انہیں سنگِ قساوت سے چکنا چور کرتے ہیں۔ ان ٹوٹے ہوئے شیشوں کا مسیحا کہاں سے آئے گا؟ زخم زخم سینے کے چاکوں کو کون رفو کرے گا؟ اس اضافے کا اصل مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ اس سے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو محدود کیا جاسکے گا۔ ممالکِ غیر میں وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکیں گے، مگر یہ ہماری نری خوش فہمی اور خام خیالی ہے ہم انہیں کیسے روک سکیں گے؟

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس اقدام سے انہیں ارضِ مقدس کو اپنے قدوم مشأمت لزوم سے ناپاک کرنے سے روکا جاسکے گا۔ ہم خدا کے بندوں کو خدا سے دور کرنے میں کتنے مستعد ہیں۔ کل کلاں یہ مطالبہ کرنے لگیں گے کہ ان کے نام مسلمانوں جیسے کیوں ہیں؟ معلوم نہیں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں داخلے کے لئے مسلمان ہونے کی شرط کب سے اور کیسے عائد ہوگئی؟ رسولِ پاکؐ کے زمانے میں اہل کتاب (اور بے کتاب بھی) کھلم کھلا اور بے روک ٹوک وہاں بودوباش رکھتے تھے۔ ان پر کوئی قدغن نہیں تھی۔ (نجرانی عیسائیوں کے وفد کو تو آنحضرتؐ نے خوشدلی سے خاص مسجد نبوی میں اپنے طور طریقوں کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی) خانہ کعبہ کے طواف کے پہلے تین شوطوں (چکر) میں رمل یعنی سینہ تان کر اور اکڑ کر چلنے کا حکم بھی غیر مسلموں ہی کو متاثر و مرعوب کرنے کے لئے دیا گیا تھا (اور ہمیشہ کے لئے نافذ العمل ہے)

قرآن میں اس سلسلے میں یہ حکم ملتا ہے۔

ہیں مشرک بلاشبہ ناپاک اے اہل ایمان!
سو اس سال کے بعد پھٹکیں نہ ہرگز حدودِ حرم میں'

اس سال سے مراد ۹ ہجری ہے جب یہ آیت اتری اس نص کی رُو سے حدودِ حرم میں مشرکوں کا داخلہ تاقیامت ممنوع ہے۔

مگر کتابِ خدا سب اہل کتاب کو مشرک نہیں کہتی۔

ان میں مومن بھی ہیں۔ اکثریت ہے بے حکم ان کی۔ مشرک وہ ہے جو ماسوا کو معبود ٹھہراتا ہو اور خدائے واحد و یکتا کو وحدہٗ لاشریک نہ مانتا ہو۔ رسول اللہؐ نے (کمالِ عالم کونی کے جو کہ جامع ہیں) اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے یہودِ مدینہ سے کہا تھا:

'ہوں اس زمین سے تمہیں میں نکالنے والا۔

رسول کریمؐ نے وصیت کی کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ پھر فاروق اعظمؓ نے انہیں جلاوطن کردیا۔ انہی کی روایت کے مطابق یہود کے ساتھ نصاریٰ بھی حضور کے پیشِ نظر تھے۔ ۹ ہجری میں حضرت صدیق اکبرؓ کی قیادت میں جو وفد حج بھیجا گیا اس میں حضورؐ کی طرف سے منادی کی گئی۔

یعنی اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ آج جزیرۃ العرب میں مکے اور مدینے کے علاوہ ہر جگہ غیر مسلم خیمہ زن ہیں۔ اب معلوم نہیں وہ لوگ جو توحید پرست ہیں، جو خدائی ہیں کسی کو خدا کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ ان پر حرمین کے دروازے کیوں بند ہیں؟ ان پر مکے اور مدینے میں داخل ہونے پر کیوں پابندی ہے؟ اگر ایک شخص روضۂ رسولؐ پر حاضری دیتا ہے تو ظاہر ہے وہ انہیں سرآمد رسل امام الانبیاء اور خاتم النبیینؐ مان کر ہی ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ اس کے دل میں، نظر بظاہر ان کی ذاتِ لولاک کے بارے میں ارادت و عقیدت اور عشق و محبت کے وہی جذبات موجزن ہیں، جو کسی بھی دوسرے مسلمان کے ہوسکتے ہیں (خرم آں شہرے کہ تو بودی دراں اے خنک خاکے کہ آسودی دراں!) اور پھر جو نام کے مسلمان وہاں جاتے ہیں۔ کیا وہ سب شرک کی آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں۔ کیا وہ رمزِ توحید سے واقف اور اس پر عامل ہوتے ہیں؟

ان میں سے اکثر و بیشتر تو۔

نہفتہ کافرو بتہا در آستیں دارند

وہ عہدِ زریں، وہ قرن اولیں جس کے بارے میں ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

(قرنی = ق ر ن ی
ق = صدیقؓ کا آخری حرف
ر = عمرؓ کا آخری حرف
ن = عثمانؓ کا آخری حرف
ی = علیؓ کا آخری حرف)

کیا کبھی ہمارے عہد نافرجام پر اپنا مبارک ڈالے گا؟

ہم میں انسانیت کا احترام۔ مقامِ آدمی کی معرفت، اخوت و مواخات، انس و مواسات، مہر و مدارات کے خصائص و خصائل کبھی پیدا ہوں گے؟ ... یا ربنا: یا ربنا!

فریاد بیدلوں کی ہے کوئی سننے والا؟

(روزنامہ پاکستان لاہور۔ ۲۲ نومبر ۱۹۹۲ء
(اداراتی صفحہ))

حضور نے فرمایا:۔

"عمومی تعلیم میں واقفین بچوں کی بنیاد وسیع کرنے کی خاطر جو ٹائپ سیکھ سکتے ہیں ان کو ٹائپ سکھانا چاہئیے اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت دینی چاہئیے دیانت پر جیسا کہ میں نے کہا تھا بہت زور ہونا چاہئیے، اموال میں خیانت کی جو کمزوری ہے۔ یہ بہت ہی بھیانک ہو جاتی ہے۔ اگر واقفینِ زندگی میں پائی جائے۔ اس کے بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ وہ جماعت جو خالصۃً طوعی چندوں پر چل رہی ہے اس میں دیانت کو اتنی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ گویا دیانت کا ہماری شہ رگ کی حفاظت سے تعلق ہے۔ سارا مالی نظام جو جماعت احمدیہ کا جاری ہے وہ اعتماد اور دیانت کی وجہ سے جاری ہے"۔

(خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۶۷۱ میں چوہدری اطاف احمد ولد چوہدری محمد منیر صاحب قوم کھرل پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جرمنی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۲-۲۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) فلیٹ نمبر ۵/G معمار پلازہ گلشن اقبال کراچی مالیتی -/۱۰۰۰۰۰ روپے۔ (۲) نیلم پلازہ یونیورسٹی روڈ گلشن اقبال نمبر ۱ کراچی پاکستان مالیتی -/۲۰۰۰۰ روپے۔ (۳) نقد ایک لاکھ روپے جو کہ پاکستان بنک میں ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۸۰۰ جرمن مارک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ اور مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ چوہدری الطاف احمد جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ سید شبیر حسین جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ فضل احمد جرمنی

مسل نمبر ۲۸۶۷۲ میں ملک بشیر احمد ولد ملک فضل کریم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱-۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰۰ کینیڈین ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک بشیر احمد کینیڈا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ طارق تبسم کینیڈا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ناصر ایچ چیمہ کینیڈا۔

مسل نمبر ۲۸۶۷۳ میں منیر احمد کھوکھر ولد امام الدین صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال ۴ ماہ ۱۰ دن بیعت ۱۹۸۲ء ساکن ایسٹ ٹورانٹو کینیڈا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۰-۱۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۵۹۱ ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ منیر احمد کھوکھر۔ گواہ شد نمبر ۱۔ سید منیر احمد وصیت نمبر ۱۱۵۴۹۔ گواہ شد نمبر ۲۔ شیخ راشد احمد ٹورانٹو کینیڈا۔

مسل نمبر ۲۸۶۷۴ میں عبدالکریم ولد رابرٹ واشنگٹن پیشہ ٹیکسی ڈرائیور عمر ۵۱ سال بیعت جولائی ۱۹۶۶ء ساکن U.S.A امریکہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۴-۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان مع تین بیڈ روم مالیتی -/۷۵۰۰۰ ڈالر جس کا ایک حصہ کرایہ پر ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۲۰۰ ڈالر ماہوار بصورت ٹیکسی ڈرائیور مل رہے ہیں اور مبلغ -/۱۵۰ ڈالر ماہوار آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی جائیداد کی شرح وصیت ۱/۳ اور آمد کی ۱/۱۰ ہے داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالکریم امریکہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبدالرشید یحیٰ وصیت نمبر ۲۱۱۶۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ وقار احمد امریکہ۔

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے عطیات دیں

صدقات بلاؤں کو ٹالتے ہیں اور مصائب سے نجات دلاتے ہیں۔ صدقات دیتے ہوئے فضل عمر ہسپتال کے نادار اور مستحق مریضوں کا خیال رکھیں۔

فضل عمر ہسپتال سے ہر سال ہزاروں مریض صدقات کے ذریعے علاج کرواتے ہیں۔ (ایڈمنسٹریٹر)

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

۹۲ء کو صادق پبلک سکول بہاولپور کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا۔ یہ میڈل صادق پبلک سکول کے ۳۷ ویں یوم تاسیس کے موقع پر وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات مکرم عبدالستار صاحب لالیکا نے دیا۔

عزیز موصوف کو کالج اور بورڈ کی طرف سے بھی گولڈ میڈل دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ کسی خاص فنکشن کے موقعہ پر دیا جائے گا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو آئندہ بھی مزید اعزازات اور ترقیات سے نوازے۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

حالانکہ بیوت الذکر اس لئے نہیں ہوتیں کہ ان میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کی جائیں۔ بیوت الذکر میں یا تو دینی باتیں ہونی چاہئیں اور یا پھر ہر انسان کو ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ جب تک نوجوانوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوتی۔ میں نہیں سمجھ سکتا ان میں خشیت اللہ کس طرح پیدا ہو سکتی ہے اور جب تک کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خشیت پیدا نہیں ہوتی۔ ہم کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک سچا احمدی ہے ہاں اگر خدا کی محبت پیدا ہو جائے تو رفتہ رفتہ باقی تمام خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی کے دل میں خدا کی محبت نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے ریت میں کیلا گاڑا ہوا ہو۔ بظاہر وہ گڑا ہوا نظر آتا ہے لیکن اگر ذرا بھی اسے ٹھوکر لگائی جائے تو وہ فوراً اکھڑ جاتا ہے لیکن جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہو اس کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے کسی مضبوط چٹان میں کوئی کیلا گاڑ دیا جائے۔ ایسے کیلے کو اگر ہتھوڑے بھی مارو تو وہ ہلنے کا نام نہیں لے گا۔ پس اصل چیز ذکر الٰہی۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور بیوت الذکر کے ساتھ تعلق ہے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ نوجوانوں میں یہ باتیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان پر ذکر الٰہی کی اہمیت واضح کریں۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ اور انہیں بیوت الذکر میں زیادہ وقت صرف کرنے کی عادت ڈالیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ۱۰ دسمبر ربوہ: آسمان صاف ہے اور دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ دھوپ میں خاصی تیزی آگئی ہے۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بھارت کے مسلمانوں کے تحفظ اور فلاح و بہبود کے لئے جمعہ کے روز خصوصی دعائیں مانگیں انہوں نے کہا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی طرف سے غم و غصہ کا اظہار فطری بات ہے تاہم قوم کو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے کہا ہے کہ بابری مسجد کی شہادت ہم سب کے لئے بڑی دکھ کی بات ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیئے جس سے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کے حقوق پامال ہوں۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے کہا ہے کہ اقلیتوں کو نقصان پہنچانے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنا ہماری مذہبی آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

○ حکومت پاکستان نے بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کو فوری طور پر روکے اور بابری مسجد کو دوبارہ تعمیر کرے۔

○ بی بی سی نے بتایا ہے کہ نیویارک میں ہونے والی اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے اجلاس میں بھارتی حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ بھارت میں بسنے والے مسلمانوں اور ان کے مقدس مقامات کا تحفظ یقینی بنائے۔ بابری مسجد کو دوبارہ تعمیر کرے اور اس کے گرانے والوں کو قرار واقعی سزا دے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ بابری مسجد کے سانحے پر برداشت کا مظاہرہ کریں اور ہندو اقلیت کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۷ء کی طرح اس واقعے سے جو مذہبی منافرت کا خطرناک رجحان پیدا ہو گیا ہے ہمیں اس پر قابو پانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کہ برصغیر میں بھی سابق یوگوسلاویہ کی طرح ایک خوفناک مذہبی جنگ شروع ہو جائے۔

○ بھارت میں مسلم کش فسادات میں اب تک ایک ہزار افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ اور ۱۰ ہزار سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ بھارت کے بے شمار شہروں میں فسادات کے بعد کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ مغربی بنگال میں زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ اتر پردیش میں ہندوؤں نے ۲۰۸ مکانات نذر آتش کر دیئے

○ بابری مسجد کے معاملہ پر وزیر اعظم نے سیاست دانوں کی جو گول میز کانفرنس طلب کی ہے اس کے لئے ۲۳ سیاسی جماعتوں کے ۲۵ رہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ ان سیاستدانوں میں بے نظیر، جتوئی، عظیم طارق، فضل الرحمن نصر اللہ خان، جونیجو اور اکبر بگٹی شامل ہیں۔

○ اپوزیشن کی تمام قابل ذکر جماعتوں نے وزیر اعظم کی طرف سے بابری مسجد کے معاملہ پر گول میز کانفرنس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ اے پی سی کے کنوینر نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے اس کا فیصلہ اے پی سی کے اجلاس میں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اقلیتوں اور مندروں کی حفاظت نہیں کر سکی۔ نواز شریف مستعفی ہو جائیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ پیر پگارا حکومت کانفرنس کی بجائے اپوزیشن کانفرنس میں شریک ہوں گے۔

○ صوبائی دار الحکومت لاہور میں مندروں کو مسمار کرنے کے نتیجے میں معصوم بچوں اور خواتین سمیت ۱۰۷ مسلمان افراد بے گھر ہو گئے۔ تین افراد ہلاک اور ۲۸ زخمی ہو گئے۔ ۶۴ خاندان بری طرح متاثر ہوئے۔ اور بعض مندروں میں قائم سکولوں کے ۱۴۰ طلبہ و طالبات کی تعلیم بھی منقطع ہو گئی۔

○ اسلام آباد میں پی ڈی اے سمیت مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں نے بابری مسجد کے انہدام کے خلاف ایک جلوس نکالا۔ یہ جلوس جب بھارتی سفارت خانے کی طرف بڑھنے لگا تو پولیس نے زبردست آنسو گیس پھینکی اور لاٹھی چارج کیا۔ اس ہنگامے میں ۶۰ افراد زخمی ہو گئے اور جلوس کو سفارت خانے کی طرف جانے سے روک دیا گیا۔

○ بابری مسجد کی شہادت کے خلاف لاہور میں بیگم نصرت بھٹو کی قیادت میں پی ڈی اے کا بہت بڑا جلوس داتا دربار لاہور سے نکلا۔ یہ جلوس مسجد شہداء مال روڈ پر ختم ہوا۔

○ ملتان میں ایک مندر گرانے کی کوشش میں مندر کی چھت گرنے سے ملبے تلے دب کر ۱۱ افراد ہلاک ہو گئے۔ اور بے شمار زخمی ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں میں ۵ کمسن بچے بھی شامل ہیں زخمیوں میں بھی کافی تعداد بچوں کی ہے۔

○ تہران میں ہزاروں طلبہ نے بھارتی سفارتخانے کے سامنے بابری مسجد کے واقعہ کے سلسلے میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اور بھارت کے خلاف نعرہ بازی کی۔

○ کابل میں افغانی وزارت خارجہ کے نمائندہ نے بھارتی سفارت کار کو حکومت کی طرف سے احتجاجی مراسلہ دیا۔

○ مصر میں تمام مساجد کو قومی تحویل میں لینے کا اعلان کیا گیا ہے۔

○ افغانستان آنے والے تاجکستان کے ۲۰۰ مہاجرین دریا میں ڈوب گئے ہیں۔ خانہ جنگی اور قحط کے باعث ان لوگوں نے ہجرت کا فیصلہ کیا تھا۔ یہاں ہر دسواں شخص بے گھر ہے۔

○ نرسیما راؤ نے بابری مسجد کو شہید کئے جانے کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے ہائیکورٹ کا جج مقرر کر دیا ہے۔

○ بابری مسجد کی شہادت کے خلاف مختلف ممالک میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے اور اسے پورے عالم اسلام کے لئے چیلنج قرار دیا گیا ہے۔

○ افغانستان۔ ایران۔ سعودی عرب۔ مصر۔ انڈونیشیا۔ کویت اور کئی دوسرے ممالک میں شدید احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ مسجد دوبارہ تعمیر نہ ہوئی تو تمام ہندوؤں کو افغانستان سے نکال دیا جائے گا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں احتجاج کو روکنے کیلئے کنٹرول لائن پر فوج کی تعداد میں زبردست اضافہ کر دیا گیا ہے۔

○ بابری مسجد کی شہادت پر مقبوضہ کشمیر میں صورتحال مزید بگڑ گئی ہے۔ ۲۶ حریت پسند شہید۔ پونچھ کے بعد راجوری کو بھی فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

○ قاہرہ میں اسلامی نظام کے ۲۶۰ حامی گرفتار کر لئے گئے۔

○ صومالیہ میں شدید قحط سالی ہے خوراک کی مطلوبہ تعداد وہاں نہیں پہنچ رہی۔

○ تنظیم آزادی فلسطین کی اپیل پر غزہ پٹی کو سیل کرنے کے خلاف مکمل ہڑتال رہی۔ اسرائیلی فوج اور فلسطینیوں میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ دو فلسطینی شہید اور تین زخمی ہو گئے۔

○ فلپائن جاپان سے ایک ارب ۶۶ کروڑ ڈالر کا قرضہ حاصل کرے گا

○ عالمی بینک نے خبردار کیا ہے کہ بھارت میں ایڈز کا وائرس تیزی سے پھیل رہا ہے

○ اسرائیل میں انسانی حقوق کی ایک تنظیم نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ اسرائیل میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
۱۰۔ بلال مارکیٹ (اقصیٰ روڈ) نزد ریلوے کراسنگ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ - آفس: ۵۲۱

پتہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش انٹینا
خریدنے کے لئے
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور
فون ۳۵۵۴۲۲
۲۲۶۵۰۸

اوقاتِ کار کیوریٹو کلینک
موسم سرما
پہلا وقت: ۸-۳۰ تا ۲-۰۰
دوسرا وقت: ۳-۳۰ تا ۶-۰۰
ناغہ بروز جمعۃ المبارک
کیوریٹو کلینک گول بازار ربوہ۔ فون ۶۰۶/۴۷۱
انچارج: ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر